رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۱۷۔ نومبر ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق یکم صفر ۱۳۳۶ھ | نمبر ۴۰

مدینۃ المسیح

۱۳۔ نومبر کو حضرت کے ہمراہ مفصلہ ذیل احباب دہلی تشریف لے گئے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مولوی سرور شاہ صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر (ہ) چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے۔ منشی غلام نبی صاحب (بلانوی) علاوہ ازیں فخر الدین صاحب ملتانی۔ نیک محمد صاحب افغان شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی بھی حضرت ام المومنین۔ جناب میر ناصر نواب صاحب مع اہلیہ صاحبہ بھی اسی روز دہلی تشریف لے گئے ہیں (۳) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب امیر اور قاضی امیر حسین صاحب امیر الصلوٰۃ مقرر ہوئے

کوائف دہلی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ معہ تمام احباب آج ۱۴ نومبر کو بخیر و عافیت دہلی

اخبار احمدیہ

آسٹریلیا

برادر مکرم محمد حسن صاحب صوفی آسٹریلیا سے لکھتے ہیں کہ اسلام کا لٹریچر آسٹریلیا کے چاروں کونوں میں پھیلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک نتائج پیدا کرے۔

کراچی

مولوی [illegible] صاحب [illegible] مع اہلبیت مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے ۱۰۔ نومبر کو سوار ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مع الخیر منزل مقصود پر پہنچائے۔

ولادت

برادر مرزا حسین بیگ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا مرحمت فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے نفس احمد نام رکھا۔

دعا کی درخواست

برادر الٰہ دین صاحب موضع ٹھیکریاں ضلع راولپنڈی کی لڑکی بیمار ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ صحت دے۔

نماز جنازہ

خواجہ کرم داد صاحب ساکن موضع چنگا بنگیال کی اہلیہ۔ ڈاکٹر محمد الدین صاحب کی اہلیہ کہ موصیہ بھی تھی۔ اور چودھری ناصر دین صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ دانگٹ او [illegible] فوت ہو گئے ہیں [illegible] احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

فاروق کے خریداروں کو اطلاع

جناب میر قاسم علی صاحب حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح دہلی تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے ۱۵۔ نومبر ۱۹۱۷ء کا پرچہ ان کی واپسی پر شائع ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۷ نومبر ۱۹۱۷ء

ستارۂ صبح کے شرائط

نمبر ۲

دوسری شرط ہمارے سامنے یہ پیش کی گئی ہے۔ کہ

"آپ آئندہ سے مرزا غلام احمد صاحب کو علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ لکھیں"

کیونکہ اس کی وجہ آپ یہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:-

"علیہ الصلوٰۃ اور علیہ السلام کا لقب انبیائے ذی شان کے لئے مخصوص ہے"

یہاں ہم مولوی صاحب کو اس وجہ کے صحیح یا غلط ہونے کے متعلق کچھ نہیں کہینگے۔ بلکہ اس کو درست فرض کر کے دست بستہ یہ عرض کریں گے کہ جب ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو وہی عیسیٰ یقین کرتے ہیں۔ جس کی آمد کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور جسے آپ نے نبی اللہ فرمایا ہے۔ پھر کیوں ہم آپ کے متعلق علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ لکھیں۔ جب آپ کو خود اقرار ہے۔ کہ یہ الفاظ انبیائے ذی شان کے لئے مخصوص ہیں۔ اور ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی اللہ تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر بتلایئے آپ کا ہم سے یہ مطالبہ کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ یہ الگ بات ہے۔ کہ آپ کے نزدیک ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن اس سے آپ کو انکار نہیں ہوگا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو وہی مسیح موعود سمجھتے ہیں جس کی آمد کا انتظار آپ کو بھی شاید ہے۔ اور جسے آپ نبی اللہ سمجھتے ہیں۔ پس جب ہمارے نزدیک وہ نبی اللہ آچکا ہے۔ تو پھر کیوں ہم اس کے متعلق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ استعمال نہ کریں۔ آپ اپنے مطالبہ پہ ذرا غور فرمایئے۔ کیا وہ مسیح موعود جس کی آمد کی انتظار میں آپ لوگوں کی آنکھیں پتھرا گئی ہیں۔ جب آپ کے نزدیک آسمان سے دمشق کے مینار پر آتریگا۔ اور وہاں سے سیڑھی کے ذریعہ زمین پر اتارا جائیگا۔ تو اس کے متعلق یہ الفاظ آپ کے نزدیک استعمال کرنے جائز ہونگے یا نہیں۔ اگر نہیں تو آپ اعلان کر دیں۔ کہ ہمارے نزدیک جس عیسیٰ نے آنا ہے۔ وہ نبی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر نبی ہوا تو پھر تو یہ الفاظ استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن جب تک آپ یہ اعلان نہ کریں۔ اس وقت تک ہم سے اس قسم کا مطالبہ کرنا ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم حضرت مرزا صاحب کو وہی عیسیٰ موعود سمجھتے ہیں۔ جس کو آنحضرت صلعم نے نبی اللہ قرار دیا ہے۔ اور نبی سمجھ کر ہم یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اور سنیئے۔ کیا اگر ایک یہودی آپ کے اس اصل کو کہ علیہ الصلوٰۃ اور علیہ السلام کا لقب انبیائے ذی شان کے لئے مخصوص ہے۔ آپ ہی کے سامنے رکھ کر "التماس" کرے کہ آپ آئندہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب کو "علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ لکھیں" کیونکہ موسیٰ کے بعد کوئی سچا رسول نہیں آیا۔ تو کیا آپ اس کی بات مان لیں گے۔ اگر نہیں۔ تو کیوں؟ یہی کہینگے نا۔ کہ جب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا نبی مانتا ہوں۔ تو پھر کیوں اس لقب کو استعمال نہ کروں۔ بس یہی بات ہم آپ سے کہتے ہیں۔ کہ جب ہم مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا نبی مانتے ہیں۔ تو پھر کیوں اس لقب کو استعمال نہ کریں۔

مولانا کچھ تو سوچ سمجھ کر یہ شرط ہمارے سامنے پیش کی ہوتی۔ ہم نے تو آپ سے استدعا کی تھی۔ کہ آپ ہمارے ہادی اور پیشوا کے متعلق جسے ہم خدا کا نبی مانتے ہیں۔ سب و شتم۔ تمسخر و استہزا ترک کر دیں۔ لیکن آپ ہم سے ہمارے وہ عقائد۔ جو ہمیں اپنی جان و مال عزت و آبرو غرضیکہ ہر پیاری چیز سے پیارے ہیں۔ ترک کرانے کی "التماس" کرتے ہیں۔ اور ہرگز اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ اگر آپ کی بات کو درست مان لیا جائے تو آپ کو خود اس کی تعمیل میں کس قدر مشکل پیش آئیگی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ کو کیا طرز اختیار کرنی پڑے گی۔ آپ کو ناموس شریعت مصطفویہ کی خاطر قلم کو جنبش دینے کا بڑا دعویٰ ہے۔ لیکن کیا ہمارے سامنے اس شرط کو پیش کر کے۔ آپ ہر ایک یہودی کو تحریک نہیں کر رہے کہ وہ آپ سے ایک ایسا مطالبہ کرے جس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اور شریعت مصطفویہ کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا ذرا ٹھنڈے دل سے غور کیجئے۔ اور اپنی اس شرط کی خامی اور کمزوری کو دیکھئے۔

تیسری شرط آپ نے یہ پیش کی ہے کہ:

"آپ اپنی بی بیوں کو ام المومنین کہہ کر اس لقب کی بے حرمتی نہ فرمائیں"

پیشتر اس کے کہ اس شرط کے متعلق ہم کچھ عرض کریں یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے پیش کرنے میں بھی دیانت داری سے کام نہیں لیا گیا۔ ہم کب سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ کے کہ جنہیں ہم خدا تعالےٰ کے سچے اور راستباز نبی کی بیوی سمجھتے ہیں۔ اور کسی کو ام المومنین کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ کہ اب "اپنی بی بیوں کو ام المومنین" کہنا چھوڑ دیں۔ ہم خود اس لقب کو صرف نبی کی بیوی کے لئے ہی مخصوص سمجھتے ہیں۔ لیکن جب ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے نبی ہیں۔ تو پھر کیوں آپ کی زوجہ محترمہ کو ام المومنین نہ کہیں۔ پس آپ کا ہم سے یہ مطالبہ سراسر غلط اور ناروا ہے۔ آپ خود ہی بتلایئے کہ وہ مسیح موعود جنہوں نے آپ کے نزدیک ابھی آسمان سے نزول فرمانا ہے۔ جب آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ماتحت کہ یتزوج و یولد لہ شادی کریں گے۔ تو آپ لوگ ان کی اہلیہ صاحبہ کو ام المومنین کہیں گے یا نہیں۔ اگر کہیں گے تو آپ کو کیا حق ہے۔ کہ جب ہم حضرت مرزا صاحب کو وہی مسیح موعود مانتے ہیں۔ تو ہمیں آپ کی بیوی صاحبہ کو ام المومنین کہنے سے روکیں۔

یہ درست ہے کہ آپ ہمیں غلطی پر سمجھتے ہیں۔ ہمارے عقائد کو غلط قرار دیتے ہیں۔ لیکن اس سے آپ کے لئے یہ تو جائز نہیں ہو جاتا۔ کہ ہم سے ایسی باتوں کے ترک کرانے کی "التماس" کریں جو ہمارے عقائد کے ساتھ لازم و ملزوم کا سا تعلق رکھتی ہیں۔ ہاں آپ تہذیب اور متانت

سے علمی رنگ میں ۔ نہ کہ تمسخر و استہزاء سے عامیانہ طرز پر ہمارے عقائد کے خلاف دلائل پیش کریں ۔ اور ہمارے دلائل کو گوش ہوش سے سنیں ۔ اگر اس طرح آپ کسی فیصلہ کن نتیجہ پر پہنچ گئے ۔ تو باقی باتوں کا خود بخود فیصلہ ہو جائیگا ۔ نہ آپ کو ہماری طرف یہ منسوب کرنے کی ضرورت رہیگی ۔ کہ ہم حضرت مرزا غلام احمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پایہ قرار دیتے ہیں ۔ نہ آپ کو ام المومنین کے لقب کے ترک کرانے کی حاجت رہیگی ۔

چوتھی شرط آپ کی یہ ہے ۔ کہ

"اپنے انوکھے عقائد کو آپ اپنی جماعت ہی تک محدود رکھیں ۔ اور گھر میں جو چاہیں کر لیں ۔ لیکن مسلمانوں کی عام جماعت میں ان کی تبلیغ فرمانے سے دست بردار ہو جائیں "

ہمیں سخت حیرانی ۔ اور تعجب ہے کہ یہ الفاظ کیونکر اور کس حالت میں مولوی صاحب موصوف کے قلم سے نکل گئے ۔ ہمیں اپنے عقائد کو اپنے تک ہی محدود رکھنے کی ہدایت فرماتے ہیں ۔ اور ان کی عام تبلیغ سے دست بردار ہونے کی تجویز پیش کرتے ہیں ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ ان کے نزدیک وہ "انوکھے اور غلط" ہیں ۔ لیکن کیا وہ خود اپنے عقائد کی غیر مذاہب کے لوگوں کو تبلیغ کرنے سے اسی لئے دست بردار ہو چکے ہیں کہ ہمکو بھی مشورہ دینے کی ضرورت سمجھ رہے ہیں ۔ یہ تو صاف بات ہے کہ ہندوؤں ۔ عیسائیوں اور دوسری مذاہب کے لوگوں کے نزدیک ان کے عقائد انوکھے ۔ اور غلط ہیں ۔

ہندوؤں کے نزدیک ۔ روح ۔ مادہ اور خدا تین چیزیں ازلی ۔ ابدی ہیں ۔ عیسائی صاحبان حضرت یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں ۔ لیکن ۔ امید نہیں کہ ایڈیٹر صاحب ستارہ صبح کو ان سے اتفاق ہو ۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے ۔ وہ ان عقائد کے خلاف ہی ہونگے ۔ پھر کیا وہ خود اس بات کے لئے طیار ہیں کہ اپنے ان عقائد کو جو عیسائی اور ہندو صاحبان کے نزدیک انوکھے اور غلط ہیں ۔ اپنے تک ہی محدود رکھیں ۔ اور مخالفین کے سامنے پیش کرنے سے دست بردار ہو جائیں ۔ اگر تیار ہوں تو اعلان کر دیں ۔ لیکن صرف اسی اعلان پر بس نہیں ہوگی ۔ بلکہ انھیں قرآن کریم کی ان آیات کو بھی نکالنا پڑے گا ۔ جن میں غیر مذاہب کے اعتقادات کی تردید کی گئی ہے ۔ اور ان کے خلاف عقائد پیش کئے گئے ہیں ۔ پس جب وہ ایسا کر لیں گے تو پھر ہم انھیں اس شرط کے پیش کرنے کے متعلق معذور سمجھ لیں گے ۔

مذکورہ بالا شرائط کے پیش کرنے کے ساتھ ہمیں یہ بھی دھمکی دی گئی ہے کہ

"اگر آپ کو یہ شرائط منظور نہ ہوں ۔ تو پھر ناموس شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الف الف تحیاۃ کا تقاضا رہیگا ۔ کہ ہمارا قلم جنبش میں آتا رہے ۔ اور پردہ ضلالت چاک کرتا رہے "

شرائط کی منظوری یا نامنظوری کے متعلق ۔ تو ہم نے اوپر عرض کر دیا ہے یہاں اس دھمکی کے جواب میں گذارش ہے کہ اگر مولانا موصوف کے نزدیک ہمارا یہ عقیدہ کہ اسلام کا خدا ہی زندہ خدا ہے ۔ اور جس طرح اپنے پہلے پیارے بندوں سے کلام کر کے اپنی ہستی کا ثبوت دیتا تھا ۔ اب بھی دیتا ہے ۔ ضلالت ہے ۔ یا ہمارا یہ عقیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں اور آپ کو وہ درجہ عطا کیا گیا ہے ۔ کہ آپ کی غلامی سے روحانیت کا اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ ۔ حتیٰ کہ نبوت بھی حاصل ہو سکتی ہے ۔ گمراہی ہے ۔ یا اگر ہمارا حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود اور (خدا کا نبی) ماننا ۔ جس کے ثبوت میں ہمارے پاس بے شمار دلائل اور براہین ہیں ۔ بے دینی ہے ۔ تو جو ان کا جی چاہے کریں ۔ لیکن برائے خدا ہمیں یہ تو بتلا دیں ۔ کہ کیا ان کے نزدیک خدا تعالیٰ کو ایک ایسی ہستی ماننا جس میں اب کلام کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی ۔ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا نبی ماننا جنہوں نے آ کر باب نبوت کو مسدود کر دیا ہے ۔ اور آپ کے مبعوث ہونے کے بعد خدا تعالیٰ کا یہ انعام کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا ۔ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح موعود کے آنے کی خبر دی تھی ۔ اس کا انکار کرنا ہدایت اور رشد کا نشان ہے ؟ پھر اگر ہمارے عقائد ان کو ناموس شریعت مصطفویہ کے لئے قلم کو جنبش دینے کا باعث ہیں ۔ تو کیا ان لوگوں کے عقائد سے تو شریعت مصطفویہ کے ناموس میں کچھ فرق نہیں آتا ۔ جو نعوذ باللہ خدا تعالیٰ ہی کی ہستی کے منکر ہیں ۔ اور اس پر ہنسی اڑاتے ہیں ۔ یا جو ہر چیز کو خدا قرار دیکر اس کے آگے جبین نیاز رکھتے ہیں ۔ یا جو ایک انسان کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں ۔ یا جو خدا کی طرح روح اور مادہ کو بھی ازلی ۔ ابدی سمجھتے ہیں ۔ پھر کیا شریعت مصطفویہ کے ناموس کو اس سے تو کچھ بٹہ نہیں لگتا ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے گندے سے گندے الزام لگانے والے ۔ آپ کو (نعوذ باللہ) جھوٹا اور کذاب کہنے والے موجود ہیں ۔ اور بڑے زور شور کے ساتھ علی الاعلان کہتے ہیں ۔ پھر کیا شریعت مصطفویہ کے ناموس کو اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچتا ۔ کہ قرآن کریم کو غلطیوں اور نقصوں سے پر ۔ انسانی خیالات کا مجموعہ کہنے والے اس کی ایک ایک آیت پر بیسیوں اعتراضات کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں ۔ اور شب و روز اس کام میں مشغول ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ اس قسم کے لوگوں کی تمام کوششیں آپ کے نزدیک شریعت مصطفویہ کے ناموس کے لئے صرف ہو رہی ہیں ۔ اور صرف ہم ہی وہ لوگ ہیں جو آپ کے خیال میں کشتنی اور گردن زدنی ہیں ۔ کیونکہ ہمارے سوا آپ نے آج تک نہ کسی کے سامنے کسی قسم کی شرائط پیش کرنے کی تکلیف گوارا کی نہ انھیں اپنے قلم کے جنبش میں آنے رہنے کی دھمکی دی ۔ اور نہ ان کو پردہ ضلالت کے چاک کرنے کا ڈراوا بتایا ۔ ہاں اگر انھیں جوش آیا تو اپنی اس مشق ستم کا واحد نشانہ ہمیں کو قرار دیا ۔ جو خدائے واحد کے مسلم بندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیرو ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جان نثار خادم ہیں ۔ اگر اسی کو ناموس شریعت مصطفویہ کا تقاضا رکھا جاتا ہے تو مبارک ہو ۔ لیکن یاد رکھئے کہ ہماری دنیا سے عقل و فکر کا مادہ مفقود نہیں ہو گیا ۔ کہ وہ آپ کی کارروائیوں سے واقف نہ ہو ۔ اور دھوکہ کھا جائے ۔ بلکہ بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو آپکی نسبت علی الاعلان کہہ رہے ہیں ۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش ٭ من انداز قدت را مے شناسم

خطبہ جمعہ

حصول علم ہر احمدی کا فرض ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۹ - نومبر ۱۹۱۷ء

ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا (۱۷-۳۸)

چونکہ یہ زمانہ - زمانہ اشاعت اسلام ہے - اور منشاء الٰہی یہ ہے کہ اسلام کو اپنی تمام شان کے ساتھ دنیا میں ظاہر کرے - اس لئے اس زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق تبلیغ اسلام کے متعلق ضروری ہے - کہ زیادہ زور دیا جائے اور اس کام کے کرنے کے لئے جو ضروریات اور سامان ہیں - ان کو مشرح کرکے بیان کیا جائے - تاکہ ہر ایک شخص اس میں حصہ لے سکے -

حقیقتاً تبلیغ کے لئے دو ہی باتیں ہیں - جن کی بہت بڑی ضرورت ہے - اول علم صحیح - جب تک صحیح علم کسی بات کا حاصل نہ ہو - انسان خود اپنی تسلی - تسکین اور تشفی نہیں کر سکتا - میرا مطلب تسلی اور تسکین سے وہ حالات اور شئے نہیں - جو جہالت کا نتیجہ ہوتی ہے - بلکہ وہ حقیقی یقین مراد ہے - جس کے بغیر اطمینان کامل نصیب نہیں ہو سکتا - جہالت کا نتیجہ بھی آرام ہے - لیکن وہ حقیقی آرام نہیں کہلا سکتا - میں اس کو مثال دیکر سمجھاتا ہوں - مثلاً کوئی شخص ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر پائے جاتے ہوں مگر اس کے سامنے کوئی شیر نہ ہو - اور نہ اس کو علم ہو کہ اس بن میں شیر ہیں - تو اس کو ایک اطمینان ہوگا - مگر ایک دوسرا شخص ہو جس نے تمام جنگل کو دیکھ بھال کر یقین کر لیا ہو کہ شیروں سے خالی ہے تو اس کو بھی اطمینان حاصل ہوگا - مگر ظاہر ہے کہ دونوں کے اطمینان میں فرق ہے - پہلے کا اطمینان جہالت سے ہے - اور دوسرے کا صحیح علم سے - یا مثلاً کوئی کہیں بیٹھا ہو - اور ایک شخص کسی جگہ اس کے اکلوتے بیٹے کو قتل کر رہا ہو - یا کوئی شخص اپنے کھیت پر یا مکان پر - یا دفتر میں ہو - اور اس کی غیبت میں اس کا گھر لٹ رہا ہو - کھیت جل رہا ہو - اس کے عزیز و اقارب پر کوئی مصیبت پڑ رہی ہو - تو چونکہ اسکو علم نہیں - اس لئے وہ اطمینان میں ہوگا - لیکن اس کا اطمینان و آرام واقعی نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ اس کو پتہ نہیں - اور خطرہ سے لاعلم ہے - یا مثلاً کسی کو کلوروفارم سنگھا کر بیہوش کر دیا گیا ہو ایسی حالت میں خواہ کسی بھی عضو کو کاٹ دو - اس کو اس حالت میں خبر نہ ہوگی - یا مثلاً ایک شخص کھانا کھاتا ہے - اور اس کو علم نہیں کہ اس میں زہر کی آمیزش ہے تو وہ اطمینان اور تسلی سے کھائیگا - مگر ایک دوسرا شخص ہے کہ اس کو علم ہے - کہ میرا کھانا زہر سے بالکل پاک ہے - اب اگرچہ دونوں کو اطمینان ہے - مگر ان کے اطمینان میں فرق ہے - ایک کا اطمینان جہالت سے ہے - دوسرے کا علم سے -

پس علم کے بغیر کسی کو تو کیا سمجھانا ہے - انسان اپنے نفس میں خود مطمئن نہیں ہو سکتا تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ ان باتوں کا علم حاصل کیا جائے - جن کی تبلیغ منظور ہے - اب غور کرنا چاہئے کہ ایک طرف تو قرآن سب مسلمانوں کا فرض قرار دیتا ہے کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کہ تم ایک بہترین امت ہو جو لوگوں کے نفع کے لئے نکالے گئے ہو - پس ثابت ہوا کہ تبلیغ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے - ادھر قرآن فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم کہ جس بات کا تمہیں علم نہ ہو دوسروں کو مت کہو - ان دونوں کو ملانے سے جو نتیجہ ہم نکالتے ہیں - وہ یہی ہے کہ تبلیغ ہر ایک پر فرض ہو نیز یہ بھی کہ تبلیغ کے لئے ضروری مسائل کا علم حاصل کرے - جن کی تبلیغ منظور ہے - اگر ایسا نہیں کرتا بے علمی کے ساتھ تبلیغ کرتا ہے - تو خدا کے حضور پوچھا جائیگا

تبلیغ چونکہ ہر شخص پر فرض ہے - اس لئے ہر ایک شخص کا یہ بھی فرض ہے - کہ وہ دلائل بھی معلوم کرے -

شاید بعض لوگ خیال کریں - کہ اس سے تو معلوم ہوا کہ مولوی ہونا فرض ہے - لیکن ایسا خیال کرنا غلطی ہے - کیونکہ درحقیقت چند مسائل ہیں - جو اصولی ہیں ان کا سمجھنا کافی ہے - باریک در باریک باتیں - بڑے علوم فلسفہ و منطق - طب وغیرہ جو لوگ پڑھتے ہیں - ان کا تعلق دین سے کچھ نہیں - ان کا حصول تو وجوہات کے لئے مفید ہو سکتا ہے - دین کے لئے فقط اصول کی ضرورت ہے - زائد باتوں کی دین کے لئے اتنی ضرورت نہیں - بڑے علوم کی جن کو تحقیق اور ان میں کمال پیدا کرنے کی ضرورت ہو وہ بیشک کریں - یہ بھی مفید ہے - مگر دین کا انحصار ان علوم پر نہیں -

اسی طرح مذاہب کے مقابلہ میں چند اصولی باتیں ہیں - اگر ان اصول کو غلط ثابت کر دیا جائے تو وہ مذاہب خود بخود باطل ہو جائیں گے - جب دیواریں گر پڑیں - تو چھت قائم نہیں رہ سکتی - وہ خود گر پڑیگی - سب سے اہم اصل ہوتے ہیں اگر اصول حل ہو جائیں تو فروع خود بخود حل ہو جاتے ہیں -

اس زمانہ میں جماعت احمدیہ پر فرض مقرر کیا گیا ہے کہ اشاعت اسلام کرے اور اس سچے اسلام کو دنیا تک پہنچائے جو اس کو ملا ہے - پس مسلمانوں کے دوسرے فرقے بھی جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں - محتاج ہیں کہ ان کو بھی حقیقی اسلام بتایا جائے - کیونکہ دوسرے فرقوں کے پاس وہ اسلام نہیں - جو اصل اسلام ہے - تو ہماری جماعت نے اپنے ذمہ لیا ہے - بلکہ خدا نے ان کے ذمہ ڈالا ہے - کہ وہ تبلیغ اسلام کرے - پس جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ پہلے تبلیغ کے اصل کو پورا کریں - تمام ضروری علوم کو حاصل کریں - جن کی تبلیغ کی ضرورت ہے - غیر احمدیوں کے لئے تین چار مسئلے ہیں - (۱) وفات مسیح - (۲) آمد مسیح کا ثبوت قرآن و حدیث سے (۳) راستبازوں کی پہچان کے معیار (۴) پیشگوئیوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی سنت کیا ہے -

(۵) ہر قسم کی نبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

بند ہوگئی۔ یا کوئی قسم جاری بھی ہے۔ یہ پانچ مسائل ہیں۔ پہلا مسیح فوت ہوچکا۔ دوسرا اسی اُمت میں سے ہے۔ اس کی تائید قرآن کی فلاں فلاں احادیث سے ہوتی ہے۔ پیشگوئیوں کے پورا ہونیکا طریقہ کیا ہے۔ ان سب مسائل کے لئے سو آیت اور حدیث سے زیادہ نہیں بنتی ہوگی۔ ان کو اچھی طرح سمجھ لے۔ زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ میں انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ اگر پورا وقت نہ دے سکے صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ روز اپنے کام کاج کی مصروفیت سے دے سکے۔ تو پانچ چھ مہینے میں اچھی طرح خوب یاد کر سکتا ہے۔ اگر غور کریں تو بہت سا وقت بعض لغو باتوں میں بہت سے ہیں جو صرف کر دیتے ہونگے۔ وہ اسی وقت کو جو ایسی باتوں میں خرچ کرتے ہیں جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ اس دینی علم حاصل کرنے میں لگائیں۔ تو وہ بخوبی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اور ان کے کام کاج میں بھی کچھ حرج واقع نہیں ہوگا۔ کیونکہ ضائع ہونے والا وقت ان سے مانگا جاتا ہے۔ اگر ایسی چیز جو ضائع ہو رہی ہو۔ کسی سے طلب کی جائے۔ تو اس کو دینے میں عار نہیں ہوگا۔ یا مثلاً اگر کوئی شخص راہ میں روٹی باہر پھینک رہا ہو کہ کوئی کتا کھائے گا۔ اگر کوئی بھوکا مانگے تو اس آدمی کو دینے میں کچھ تکلیف نہیں ہوگی۔

اگر ہر ایک شخص اپنے اوقات پر غور کرکے دیکھے تو اس کو معلوم ہو جائیگا کہ اس کا کوئی نہ کوئی وقت ضرور ضائع ہو رہا ہے۔ پس اگر وہ اس کام سے فائدہ اُٹھائے۔ اور اس وقت میں ضروری علم دین حاصل کرے تو اس میں اتنی قابلیت پیدا ہوسکتی ہے۔ کہ خواہ کتنا ہی بڑا مولوی کیوں نہ ہو۔ وہ اس کا مقابلہ بہت اچھی طرح کر سکتا ہے۔

ساری صرف نحو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی کو یوں علم کے طور پر پڑھنے کی ضرورت ہو تو تین چار سال میں آسکتی ہے۔ لیکن ہر ایک کے لئے اتنی صرف نحو کی ضرورت نہیں۔ علوم بہت وسیع ہیں۔ اور ہر ایک وہ چیز جو خدا کی طرف سے آتی ہے۔ وہ بےانتہا ہوتی ہے۔ پس کوئی انسان نہیں جو تمام علوم کو حاصل کرے۔ ضرورت تو ان مسائل کی ہے جو سلسلہ کی تعلق رکھتے ہیں۔ اور جن سے اسلام کا تعلق ہے۔ پس ان مسائل کے لئے صرف و نحو کے بھی آٹھ دس مسائل سے زیادہ نہیں۔ اردو پنجابی کے بہت سے اشعار لوگ یاد کر لیتے ہیں۔ کیا یہ مشکل ہے کہ آیات۔ احادیث اور ان مختصر قواعد صرف و نحو کو یاد کر لیا جائے۔ ادیب کے لئے بڑے بڑے مسائل کی ضرورت ہے۔ سو ہر شخص کو ادیب نہیں بننا۔ پس وہ لوگ جو اشعار یاد کر لیتے ہیں۔ ان کے لئے ان چند ضروری مسائل کا یاد کر لینا کونسی مشکل بات ہے اگر تقسیم کرکے دیکھا جائے تو بہت تھوڑا وقت ان چیزوں پر صرف ہوگا۔ اسی طرح۔ عیسائیوں۔ سکھوں آریوں کے متعلق بھی چند اصولی مسائل ہیں۔ جو پندرہ بیس سے زیادہ نہیں۔ اپھر بھی اگر آدھ آدھ گھنٹہ لگایا جائے۔ تو سارا کام ایک سال سے زیادہ کا نہیں۔ ہر ایک مسئلہ اور ہر ایک کتاب کو بالاستیعاب دیکھنے پڑھنے کی عام لوگوں کو ضرورت نہیں۔ صرف اصولی مسائل کا علم ضروری ہے۔

جماعت کے لوگ خواہ پڑھے لکھے ہوں۔ خواہ ان پڑھ سب اس طریق سے دین کے ضروری مسائل کے عالم ہوجائینگے جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ اور بھی بڑے بڑے علوم حاصل کریں۔ مگر ہر ایک شخص کے لئے موقع نہیں کہ ان علوم کو حاصل کرے۔ اگر ان چیزوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے تو کسی مولوی کی طاقت نہیں۔ کہ ان کو دھوکہ دے سکے۔

چونکہ جماعت کا کام ہی تبلیغ ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ جماعت کے لوگ علم کی طرف توجہ کریں ورنہ جو لوگ علم کے بغیر لوگوں کو سمجھاتے ہیں۔ وہ گناہ کرتے ہیں۔ کیسی بے حیائی ہے کہ خود ایک بات کا علم نہو مگر کوشش یہ کی جائے کہ دوسرے کو یقین دلا دیا جائے پہلے خود علم سیکھا جائے۔ بغیر اس کے کام نہیں ہوسکتا صحابہ کو نے تمام علوم کے جو آجکل مولوی بننے کے لئے ضروری سمجھے جاتے ہیں عالم تھے۔ مگر ان کو دین کا علم تھا۔ اور اس کا انھیں شوق تھا احادیث سے ثابت ہے۔ کہ جب وہ آپس میں ملتے تھے۔ تو یہ نہیں ہوتا تھا کہ اپنے وقت کو ضائع کر دیں۔ بلکہ وہ کہتے تھے۔ آؤ بھائی دین کی باتوں سے اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچائیں۔ ان کی مجالس میں لغو باتیں نہیں ہوتی تھیں بلکہ ایمان کی باتیں ہوتی تھیں۔ اور وہ اپنی مجالس میں کہتے تھے کہ آؤ ایمان کی باتیں کریں۔ تو ان کو دین کا شوق تھا اور وہ سیکھتے تھے۔

پس صرف و نحو کے مسائل اتنے سیکھ لو جتنے دین کے لئے ضروری ہیں۔ باقی وہ سیکھیں جنہیں زبان عرب میں کمال حاصل کرنا ہو۔ کیونکہ دین سے اس کا چنداں تعلق نہیں بعض لوگ اس سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ ان کو جب کہا جاتا ہے کہ تبلیغ کرو تو کہدیتے ہیں۔ کہ علم نہیں۔ یہ تو مولویوں کا کام ہے۔ یہ ان کا کہنا درست نہیں۔ کیونکہ سارے علوم اور تو اور نبی بھی نہیں جانتے۔ زراعت کے متعلق ایک دفعہ نبی کریم سے پوچھا گیا۔ آپ نے رائے دی۔ اس سے فصل اچھی نہ آئی۔ عرض کیا گیا فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم۔ میں اس علم کو نہیں جانتا تم خود ہی اس کو خوب جانتے ہو سارے مسائل نہیں آتے تو کوئی نہ کوئی مسئلہ تو ضرور آتا ہی ہوگا۔ مثلاً وفات مسیح کا ہوگا یا آمد مسیح کا۔ یا راستبازوں کے معیاروں کا۔ یا نبوت کا۔ یہ غلط ہے۔ کہ کوئی بھی مسئلہ نہ آتا ہو۔ جو آتا ہے اسی کی تبلیغ کرے۔ اس کو کون کہتا ہے کہ وہ سارے مسائل کی تبلیغ کرے۔ لیکن یہ قصور کس کا ہے کہ اس کو دینی مسائل سے واقفیت نہیں۔ اس کا فرض تھا کہ وہ سیکھتا یہ کوئی جواب نہیں کہ مجھ کو نہیں آتا۔ ماں کے پیٹ سے کون سیکھ کے آتا ہے۔ علوم سیکھنے سے ہی آتے ہیں۔ وضو کا مسئلہ ہے۔ یہ نہیں کہ وضو کیا کرایا پیدا ہو۔ بلکہ انسان سیکھتا ہے تو آتا ہے۔ وضو کا حکم نماز میں ہی داخل ہے۔ جو نماز پڑھتا ہے۔ اس کو وضو کا علم ہونا چاہئے۔ اب اس پر فرض ہے کہ دوسروں کو سکھلائے۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ جو اس کو آتا ہو دوسروں کو سمجھائے۔ اگر ان مسائل میں شک پڑے جن کا اسے علم نہیں تو اس کی ہتک نہیں۔ اگر کہدے کہ مجھ کو ان مسائل میں واقفیت نہیں۔ اس کہنے سے خدا کے حضور گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا۔

غرض اس زمانہ میں تبلیغ فرض ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اس فرض کو پورا کریں۔ جس کا طریق ایک یہ ہے کہ پہلے علم ہونا چاہئے۔ دلائل خوب یاد ہوں۔ تاکہ دشمن پر حجت کریں۔ میں نے بتایا تھا کہ دو باتیں تبلیغ کے لئے ضروری ہیں۔ آج صرف پہلی بیان ہوئی ہے۔ دوسری انشاء اللہ آئندہ بیان کرونگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح پٹیالہ میں

خدا تعالیٰ بغض و عناد۔ دشمنی اور عداوت۔ کینہ اور حسد سے ہر ایک انسان کو بچائے کہ جس میں یہ صفات ذمیمہ پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسے اپنے مخالف کی سیدھی بات ٹیڑھی اچھی۔ بُری۔ اور خوبی بُرائی نظر آنے لگتی ہے۔ اور وہ ہر ایک کمینہ سے کمینہ حرکت کو روا اور رذیل سے رذیل فعل کو جائز قرار دے لیتا ہے۔ دروغ گوئی کو اپنا عصا اور خلاف بیانی کو اپنا سہارا بنا لیتا ہے۔ اور جو جی میں آتا ہے کہتا چلا جاتا ہے۔ ایسا انسان بڑا ہی قابل رحم ہوتا ہے۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد ہمیں نہایت افسوس اور رنج کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا منظور ہے کہ ہمارے غیر مبائع دوست اسی حد کو پہنچ چکے ہیں۔ ان میں جو بھی شامل ہوتا ہے۔ وہ اسی رنگ میں رنگین ہو کر جلوہ افروز ہوتا ہے۔ اور جو بھی ہمارے مقابلہ پر آتا ہے انھیں ہتھیاروں کو بے کرم آتا ہے۔ اور کذب و زور کا جال پھیلا کر ناواقف لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے یہ الگ بات ہے۔ کہ اسے کامیابی نہ ہو۔ لیکن وہ اپنی طرف سے کوشش کرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔

اس کی تازہ مثال غیر مبائعین کے دام بلا میں ایک نو گرفتار شدہ نے پیش کی ہے۔ جس کا نام صادق علی ہے۔ اور پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے شملہ سے واپس آتے ہوئے ایک دن پٹیالہ اور سنور ٹھیرنے۔ اور لیکچر دینے کے متعلق اس نے ایک طویل مضمون پیام میں چھپوایا ہے۔ جس کو پڑھ کر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کس طرح اس بندۂ خدا نے سچائی اور راستی کو کند چھری سے ذبح کیا ہے۔ اور کس طرح دوسروں کے اخلاق و عادات پر نکتہ چینی کرنے والے با اخلاق نے تہذیب اور متانت کی مٹی پلید کی ہے۔ خیر ہمیں اس کا کوئی گلہ نہیں۔ اس قسم کی حرکات ان لوگوں کا ابتدائی کورس ہے۔ اور جب تک اس کورس میں اعلیٰ نمبر لے کر کامیاب نہ ہو اُس وقت تک اسے امارت مآب کی طرف سے "مخلص" اور "قابل" کے خطاب ہی نہیں دیئے جاتے۔ اس لئے ہم صادق علی صاحب کی غلط بیانیوں کے متعلق بغیر کسی قسم کا افسوس ظاہر کئے ان کی تردید کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

سب سے پہلے صادق علی صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ذات والا صفات پر ایک حملہ کیا ہے۔ جس کی بنا اس ارشاد پر رکھی ہے۔ جو حضور نے سنور اور پٹیالہ کی جماعتوں کو فرمایا تھا کہ جس مقام کے متعلق دونوں جماعتیں متفق ہو جائیں۔ وہاں تقریر ہوگی۔ اور اس ارشاد کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ چونکہ پٹیالہ اور سنور دونوں جگہوں کی جماعتوں کی اس اخلاص اور محبت کی وجہ سے۔ جو انھیں اپنے آقا اور مطاع سے ہے بڑی بھاری خواہش تھی کہ حضور کم از کم ایک ایک دن ان کے ہاں ٹھیریں لیکن حضور کو بعض ضروری امور کی خاطر دار الامان میں جلدی پہنچنا ضروری تھا۔ یہی وجہ تھی کہ پہلا پروگرام جس میں راستہ کی کئی ایک جماعتوں کے ہاں ٹھیرنا قرار پایا تھا۔ منسوخ کرنا پڑا۔ اس لئے حضور نے ان دونوں جماعتوں کی طرف لکھا کہ ہم ایک دن سے زیادہ نہیں ٹھیر سکتے۔ اس لئے دونوں جماعتیں متفق ہو کر جہاں جلسہ کا انتظام کریں وہاں لیکچر ہوگا۔

ایسے حالات میں حضور کا یہ ارشاد فرمانا کسی عقلمند اور دانا انسان کے نزدیک محل اعتراض نہیں ہے لیکن بیچارے صادق علی کو دیکھئے۔ اسے کس قدر دور کی سوجھی ہے۔ لکھتا ہے۔

"میاں صاحب محض اپنے مریدوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تقریر کیا کرتے ہیں۔
اور خدمت اسلام ان کا نصب العین نہیں ہوتا"

ہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے مندرجہ بالا ارشاد سے وہ نتیجہ کیونکر نکالا جا سکتا ہے جو صادق علی صاحب ایسے ذہین و فہیم اور علامۂ دہر نے نکالا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ایسے نتائج کے استخراج کا ملکہ انھیں اپنے امیر کی طرف سے منتقل ہوا ہے۔ شاید وہ امیر اپنے آپ کو قابل مبارکباد سمجھتے ہوں۔ اور اسی لئے سارے مضمون میں سے انھیں الفاظ کو نمایاں اور جلی قلم سے لکھوایا ہو۔ ہم گذارش کئے دیتے ہیں۔ کہ ابھی دنیا اس حد کو نہیں پہنچی کہ آپ کی اس قسم کی نکتہ آفرینیوں کی داد دے سکے۔ اس لئے فی الحال اگر آپ کچھ عرصہ انتظار کریں۔ تو اچھا ہے۔

آپ نے سیدنا خلیفۃ المسیح پر اعتراض تو کر دیا کہ "میاں صاحب محض اپنے مریدوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تقریر کیا کرتے ہیں اور خدمت اسلام ان کا نصب العین نہیں ہوتا" لیکن یہ نہ سوچا کہ اس کا ثبوت کیا ہے۔ کیا حضور کا پٹیالہ اور سنور کے احباب کو یہ فرمانا۔ کہ چونکہ وقت تھوڑا ہے۔ اس لئے دونوں جماعتیں ملکر جہاں لیکچر کا انتظام کریں۔ وہاں ہو جائیگا۔ اس بات کا ثبوت ہے۔ خدارا خود ہی غور کیجئے۔

دوسری بات یہ لکھی ہے کہ "لیکچر کا وقت چار بجے مقرر تھا۔ میاں صاحب کے ریاست کے تقریباً تمام مرید تشریف لائے ہوئے تھے۔ ۴ بجے بہت سے لوگ میاں صاحب کی تقریر سننے کے اشتیاق میں جلسہ گاہ میں آ گئے۔ وہاں تو میاں صاحب کا کوئی نشان نہ تھا روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھیرانے والا خود بھی اسلام کا عملی نمونہ بن کر نہ دکھلا سکا"

اگر صادق علی واقع میں صادق ہوتا تو یہ الفاظ اس کی قلم سے حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت ہرگز نہ نکلتے۔ کہ چار بجے نہ پہنچنے کی وجہ سے اسلام کا عملی نمونہ بن کر نہ دکھلا سکا۔ کیونکہ لیکچر کا یہ وقت احباب پٹیالہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے اوقات کا اندازہ لگا کر تجویز کیا تھا۔ نہ کہ آپ کی طرف سے اس کا اعلان ہوا تھا۔ اگر آپ چار بجے کا اعلان فرماتے۔ اور پھر تشریف نہ لاتے۔ تو بھی اگرچہ کوئی دانا انسان اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آئندہ کے متعلق انسانی اندازوں کے ساتھ کمی بیشی لگی ہوتی ہے اور یہ طاقت اور قدرت صرف خدا تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے کہ اس کی فرمودہ بات ایک سکنڈ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس صورت میں جب کہ وقت کا اعلان دوسروں کی طرف سے ہوا۔ اور انھوں نے اپنے خیال میں جو اندازہ لگایا تھا وہ درست نہ تھا۔ تو اس کا الزام

حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات پر کس طرح عائد ہو سکتا ہے - بات یہ ہے - کہ ایک ناحق کوش انسان کے دل میں جب کسی کی طرف سے بغض اور نفاق کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں - تو وہ ہر بات کو کھینچ تان کر - اسی کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کرتا ہے - یہی کوشش یہاں بھی نظر آ رہی ہے -

مضمون نویس نے حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کے متعلق بھی بہت سی غلط بیانیوں سے کام لیا ہے - اور لکھا ہے کہ " سامعین میں سے کوئی نہ سمجھ سکا - کہ میاں صاحب کس موضوع پر تقریر کر رہے ہیں - غالباً خود میاں صاحب کو بھی علم نہ تھا - کہ میں نے کیا بیان کرنا ہے - اور میں کیا کہہ رہا ہوں - تقریر کیا تھی پریشان خیالوں کا ایک مجموعہ تھا "

اس کے متعلق ہم سوا اس کے کچھ نہیں کہتے - کہ مضمون نویس نے تمام سامعین کو اپنے اوپر ہی قیاس کر کے سمجھ لیا ہے - کہ جس طرح میری عقل و سمجھ پر بغض و حسد نے پردہ ڈال رکھا ہے - یہی حال دوسروں کا بھی ہوگا - اور وہ بھی میری طرح کچھ نہ سمجھے ہونگے - لیکن اسے اس غلط قیاس کی اصلاح کر لینی چاہیئے - اور اپنی حالت پر ماتم کرنا چاہیئے - کہ وہ ختم اللّٰہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ کا مصداق ہو رہا ہے -

ذیل میں ہم تقریر کے متعلق سامعین میں سے چند ایک اصحاب کی رائیں درج کرتے ہیں - جن سے معلوم ہو سکتا ہے - کہ سامعین نے تو سب کچھ سمجھا البتہ اس نے نہ کچھ سمجھنا تھا - نہ سمجھا - جیسا کہ اس خلاصہ سے جو اس نے شائع کیا ہے - ظاہر ہو رہا ہے -

پہلی شہادت ان صاحب کی ہے - جو اسی سکول کے سکول ماسٹر ہیں - جس میں پیام کا مضمون نویس ملازم ہے - انھوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کے متعلق تحریری شہادت ان الفاظ میں دی ہے - کہ :-

" میرے خیال ناقص میں لیکچر عام فہم الفاظ میں ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں بڑے دلچسپ اور مدلل طریق سے دیا گیا - اور دیگر صداقت اسلام پر بھی اپنی تعلیم و عقائد کے موافق اعلیٰ طور پر سلسلہ تقریر کو مزین کیا - مجمع مختلف اقوام و مذاہب کے لوگوں کا تھا جن میں اکثر تعلیم یافتہ تھے - سامعین نے لیکچر کو بغور سنا اور ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب تقریر ہوتی رہی "

(حافظ) ولایت احمد منشی فاضل ہسٹری ماسٹر ہائی سکول پٹیالہ

دوسری شہادت ایک اور معزز شخص شیخ عبداللہ صاحب پنشنر کی ہے - آپ لکھتے ہیں -

" میں تصدیق کرتا ہوں - کہ وہ لیکچر حضرت صاحبزادہ صاحب نے نہایت قابلیت سے بیان فرمایا - اور اسلام کی صداقت میں بڑے زبردست دلائل بیان فرمائے - اور مجمع سامعین کے قریب ایک ہزار کے ہوگا سامعین نے بہت دلچسپی سے لیکچر کو سنا جن میں اکثر تعلیم یافتہ اور غیر مذاہب کے لوگ تھے "

مضمون نویس نے تقریر کے کچھ اقتباس گھڑ کر - ان پر نکتہ چینی بھی کی ہے - جو بالکل اس کے خود ساختہ اور غلط الفاظ ہیں - یا لاتقربوا الصلوٰۃ کی مانند سیاق و سباق کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے بنا لئے گئے ہیں - اس لئے ان کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اصل تقریر میں ان باتوں کا جواب آ جائیگا - ہاں اس کو پڑھ کر خوب اعتراض کئے جائیں - ان کے جواب دینے کے لئے ہم حاضر ہیں - خود ساختہ فقروں کے جواب دینے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے -

اخیر پر مضمون نویس نے کچھ اپنا رونا رویا ہے کہ مجھے شکوک رفع کرنے کا موقع نہ دیا گیا - یہ ہوا وہ ہوا - لیکن ہم اس بات کا فیصلہ پٹیالہ کے "اداشناس" اصحاب پر ہی چھوڑتے ہیں - کہ ساڑھے سات بجے لیکچر کے ختم ہونے کے بعد جبکہ ابھی مغرب و عشاء کی نماز پڑھی جانی تھی - مرد اور عورتوں نے بیعت کرنی تھی - کھانا کھانا تھا - اور پھر سوا نو بجے کی گاڑی پر سوار بھی ہونا تھا صادق علی صاحب کا یہ کہنا کہ مجھے اس وقت اپنے شکوک رفع کرنے کا موقع دیا جائے کیسی ادا تھی - اور اس کی کیا غرض تھی - اگر ان کو نیک نیتی کے ساتھ اپنے شکوک رفع کرنے کا خیال ہوتا - تو کبھی ایسے تنگ وقت میں - جس کا انھیں خود بھی علم تھا - درخواست نہ کرتے - اور پٹیالہ کے لوگوں کو اداشناسی کا موقعہ نہ دیتے لیکن جب ان کی غرض ہی کچھ اور تھی - تو کیونکر باز رہتے - پھر جب انھیں کہدیا گیا تھا - قادیان آئیں اور اطمینان و تسلی کے ساتھ شکوک پیش کریں - تو اس سے بڑھ کر انھیں کیا اقرار نامہ لکھدیا جاتا - باوجود اس کے جب وہ خاموش نہ ہوئے تو جناب ذوالفقار علی خانصاحب آف رامپور نے کہا کہ آؤ ہم سے گفتگو کر لو - مگر ان کو حق فہمی کی تو ضرورت ہی نہ تھی - ان سے گفتگو کیوں کرتے - کہنے لگے نہیں میں تو حضرت صاحب سے ہی کرونگا - خانصاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب سے گفتگو کرنے کے لئے اپنے امیر کو بلاؤ - تمہارے سمجھانے کے لئے جب ہم تیار ہیں - تو پھر حضرت صاحب کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے -

یہ ہے وہ گفتگو جس کو کچھ کا کچھ بنا کر لکھدیا گیا ہے - کاش ان لوگوں میں خلاف بیانی اور دھوکہ دہی کی مذموم صفات نہ پائی جاتیں - تا کبھی کبھی انہیں حق کے پانے کی توفیق نصیب ہو جاتی -

مولوی ظفر علی خانصاحب اپنی پوزیشن صاف کریں

ہمعصر روزنامہ پیسہ اخبار مورخہ ۸ - نومبر سے مندرجہ ذیل نوٹ نقل کیا جاتا ہے -

" ستارہ صبح میں مولوی ظفر علی خاں صاحب نے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ ابتدا سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مفتری اور ان عیاسوں میں ایک عیار سمجھتے آئے ہیں جو امت محمدیہ میں وقتاً فوقتاً پیدا ہو کر فساد ڈالتے رہے اور حکیم نور الدین صاحب بھیروی نے مرزا صاحب کی پیغمبری کی تصنیف میں بہت کچھ پارٹ لیا - ۲۵ اکتوبر کے ستارہ صبح میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب احمدی نے لکھا ہے کہ ظفر علی خاں نے بارہا ہمارے سامنے مرزا صاحب کو مجدد ماننے کا اقرار کیا اور حکیم نور الدین صاحب کو دعا کے لئے خطوط بھیجتے رہے - مولوی ظفر علی خانصاحب نے مجدد ماننے سے تو انکار کر دیا ہے مگر حکیم صاحب کو دعا کرانے سے انکار نہیں کیا - یہ امر ایک معمہ ہے کہ حکیم نور الدین صاحب مرزا صاحب کی پیغمبری کی تصنیف میں بھی حصہ لیتے رہے ہیں جو لوگ اور

[illegible]

اس لحاظ سے دشمن اسلام اور بے مسلمان بھی ہوں - پھر اس قابل بھی ہوں کہ ان سے دعا کرائی جائے - کیا مولوی ظفر علی خانصاحب اپنی پوزیشن صاف کریں گے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل

مخالف سے کہدیا جائے۔ کہ وہ جس ستودہ بارگاہ کبریا کی توہین میں اپنی عزت وشہرت دیکھتاہے اسے یہ وحی نازل ہوچکی ہے وانی مھین من اراد اھانتک اور جس جری اللہ فی حلل الانبیاء کی ذات قدسی صفات کی طرف وہ برائیاں منسوب کرکے چاہتاہے کہ عیوب ونقائص اس کی نسبت پھیلیں۔ خداوند زمین وآسمان اپنے عرش اعظم سے اس کی تحمید کرتاہے۔

ویحمدک اللہ من عرشہ (وحی مسیح موعود)

اسے معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ جسے دن رات گالیاں دینے میں سرگرم ہے خدانے اسے یہ شان دے رکھی ہے کہ اس کے بیٹے محمود کے حق میں فرمایا

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد

دیر آمدہ زراہ دور آمدہ (تریاق القلوب ص۴۲)

فخر سید المرسلین حضرت صدیق کے مخالفوں کی قسمت میں بجز چند باتوں۔ اور اندوہناک نالوں کے کچھ نہیں آیا تھا۔ تو فخر رسل کے اعدا بھی اس کے لئے تیار رہیں

اندھی دنیانے وادئ بطحا کا چاند پانچویں ہزار میں دیکھا اب چھٹے ہزار میں اس کی ضیاء باری کی تاب کیا لاسکتے ہیں۔ جب کہ وہ روحانیت اشد واقوی واکمل طور پر کالبدر التام افق نبوت پر طالع ہوئی۔ ومن انکر من ان بعث النبی علیہ السلام یتعلق بالالف السادس کتعلقہ بالالف الخامس فقد انکر الحق ونص الفرقان وصار من الظالمین بل الحق ان روحانیتہ علیہ السلام کان فی آخر الالف السادس اعنی فی ھذہ الایام اشد واقوی واکمل من تلک الاعوام بل کالبدر التام

ان لوگوں کی جہالت پر بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ جو حدیث ان اللہ یبعث علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا پر بحث کررہے ہیں۔ کہ یہ حدیث ہی نہیں۔

حالانکہ یہ ایک آیت سورۃ قرآنی لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلٰم کی تفسیر ہے۔ ہزار مہینے کے بعد نزول ملائکہ اور کلام الٰہی (الروح کا ترجمہ بہ شہادت آیت کذالک اوحینا الیک روحًا من امرنا) ضروری ہے۔ اور اسی کے مہبط کا نام مجدد ہے۔ حق کے منکرو کیا حضرت اقدس کی ضد میں اس سورۃ قدر ہی کا انکار کروگے۔ وما ذالک منکم ببعید

کاش تمہیں چشم بصیرت دی جاتی۔ اور تم دیکھتے کہ اس حدیث میں تو ایک اور پیشگوئی بھی تھی۔ جو پوری ہوئی۔ یعنی جب تمام صدیوں کے سر جمع[1] ہوجائیں گے۔ تو مبعوث ہوگی۔ وہ عظیم الشان شخصیت جس کا کام تجدید دین اسلام ہوگا پس جب آنے والا آچکا اور وہ ایمان بھی ثریا سے لاچکا۔ تو اب یہ بحث کہ حدیث صحیح نہیں۔ فضول ہے۔ مخالفو! دیکھو تمہارے سامنے وہ مجدد اعظم۔ وہ خدا کا رسول ہے۔ وآمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورًا تمشون بہ ویغفر لکم واللہ غفور رحیم

حیرت ہے کہ اس رسول کا انکار کیا جائے۔ جس کا نام ظہور کا مقام اور بعثت کا عام قرآن مجید میں بصراحت تام مذکور ہو۔ حالانکہ اس سے پہلے اسی مقدس کا نام لیکر منکروں پر رعب جماتے تھے۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا اور ہمیں سناتے تھے کہ یسمی باسم نبیکم لیکن جب وہ آیا تو یکدم انکار کر بیٹھے

ؔ۱ حضور کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی کہ تمام سنین عالم کی صدیوں کا ابتداء تھا ۱۲

فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ کہتے ہیں کہ ایک مغل خدا کا رسول بن جائے؟ یہ نہیں ہوسکتا۔ اب میں اس پر سوائے اس کے کیا کہوں اھم یقسمون رحمۃ ربک (۲) بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللہ بغیًا ان ینزل اللہ من فضلہ علیٰ من یشاء من عبادہ

آؤ میں اس مقدس کا نام قرآن مجید میں لکھا ہوا دکھاؤں اگر کلام الٰہی پر تمھارا ایمان ہے تو پھر مانو اور اسے سچا جانو ومبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں احمد اس رسول کا نام بتایا جو بانی اسلام نہیں۔ بلکہ وھو یدعیٰ الی الاسلام یعنی مدعو الی الاسلام ہے۔ امت محمدیہ کا ایک فرد بتاؤ وہ مسیح موعود نہیں۔ تو اور کون ہے۔ جس نے دعویٰ رسالت کیا اور وہ اپنے اس دعوے میں سچا بھی ہے۔ کما ثبت بالبراھین فی محلہ۔ اور تمھیں نام کے ساتھ غلام کا لفظ دھوکہ نہ دے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے مبارک نام کے ساتھ عبدہ طغرائے امتیاز ہے۔ پھر قرآن مجید میں تو فبشرنہ بغلم علیم آیا ہے۔ جس سے لفظ غلام کی حقیقت واضح ہے۔

تم کہتے ہو کہ آیت اکملت لکم دینکم آئندہ نبوت کی مانع ہے۔ حیران ہوں کہ جب ثم آتینا موسی الکتب تمامًا علی الذی احسن وتفصیلاً لکل شئ وھدی ورحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یومنون قرآن مجید میں موجود ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ کی کتاب (تورات) کامل تھی تفصیل لکل شئ تھی ھدی ورحمۃ تھی۔ باوجود اس کے موسیٰ کے بعد پے در پے انبیا آئے۔ تو کیا وجہ ہے کہ رسول کریم کے بعد وحی الٰہی بند ہوجائے۔ اور ایک بھی ایسا نہ ہو جو سب رسولوں کا قائم مقام اور ان کی شان خصوصی کا حامل ہو۔

تم تو رسول اللہ کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں۔ مگر

خداتعالیٰ اپنے حبیب کو حضرت موسیٰ کا مثیل ٹھیرا کر تسلی دیتا ہے فلا تکن فی مریۃ من لقائہ - اور فرماتا ہے - ویتلوہ شاھد منہ - کہ تو بھی شاہد ہے - اور تیرے بعد ایک شاہد آتا ہے - جو تیری ہی امت سے ہوگا - اور پھر سورہ صف میں اس کا نام احمد بتاتا ہے - اور سورہ جمعہ میں یہ کہ وہ فارسی الاصل ہوگا - پھر نام میں شبہ کی گنجائش ہو سکتی ہے - لیکن اس اسم کے مسمیٰ نے آکر دعویٰ کیا کہ غلام احمد قادیانی میرے سوا کسی مدعی رسالت کا نام تمام دنیا میں نہیں - اگر ہے - تو پیش کرو - اس نام کے اعداد ۱۳۰۰ سن ظہور کی طرف اشارہ کر رہے ہیں -

---

نام کے بعد مقام بتایا ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم فرما کر کہ آدم ثانی کے لئے وہی ملک ہے جو پہلے آدم کے لئے تھا یعنی ہند

پھر اس میں کچھ شک نہیں کہ قرآن مجید میں نصف کے قریب اس مقام کا ذکر ہے جہاں مسیح نے نازل ہونا تھا سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ معراج مکمل نہیں ہو سکتا - جب تک سیر مکانی کے ساتھ سیر زمانی بھی نہ ہو - پس معنی یہ ہوئے کہ رسول اللہ کی برکات و روحانیت کو مسیح موعود کے زمانہ تک پہنچایا جاویگا اور مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے - جو قادیان میں واقع ہے - یعنی بہ لحاظ زمانہ وہ دور کی مسجد جو آخری زمانہ میں مہبط انوار الٰہیہ و منزل برکات اسلامیہ ہوگی - جہاں پھر محمدی بعثۃ جلوہ گر ہوگی وصدق من قال انا انزلناہ قریبا من القادیان

ایسا کب ہوگا - وہ آخری زمانہ کونسا ہے - اس کا ایک نشان بتایا جسے تمام جہان کے خواندہ اور ناخواندہ دیکھ سکتے ہیں - ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض تنخسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ - یہ تو ۱۳۱۱ھ میں ہوا - مگر حدیث میں آیا تھا ینکسف القمر فی شہر رمضان مرتین اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ ایک مہدی ۲۶ سال عمر کا ہوگا - سو وہ بھی آچکا - یعنی حضرت اولوالعزم محمود جو رسول موعود کا ظل اور حسن و احسان میں اسی کا نظیر ہے - دلیل ہے ان پر جنہوں نے اس نشان سے پہلے فائدہ اٹھایا - اور نہ ۱۳۳۵ھ میں توجہ کی - جب کہ ماہ رمضان میں پھر شمس و قمر کو جزوی گرہن ہوا -

اس حدیث پر جرح کرنے والے یاد رکھیں کہ جب پیشگوئی پوری ہو چکی تو پھر اس پر منکرانہ گفتگو محض ژاژخائی ہے - آیت قرآنی وخسف القمر وجمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذ این المفر اس حدیث کی تائید میں ہے قمر منخسف ہوا - اور پھر شمس و قمر دونوں صفت خسوف میں جمع کئے گئے - اور اس کے بعد طاعون سے جس کی خبر اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون میں دی گئی ہے - کیونکہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ یہ کیڑا ہے جو زخم کرتا ہے) اور اب جنگ سے انسان پکار اٹھا ہے کہ این المفر - بڑا ضدی ہے وہ شخص جو این المفر کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوا اور باوجود ادعائے اسلام اس نشان خسوف کسوف سے انکار کرے - وہ یاد رکھے کلا لا وزر الی ربک یومئذ المستقر - ایک رب ہی ہے جس کے حضور میں پناہ مل سکتی ہے - اگر قیامت کبریٰ میں ایسا ہونے والا ہے - تو قیامت صغریٰ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ زمین رب الارض کے نور سے چمک رہی ہے - اور تمام نبیوں کی شان ایک وجود میں جمع کی جا چکی ہے واشرقت الارض بنور ربھا ووضع الکتب وجائ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون - پس ایمان نہ لانے والے ڈریں کہ ایک وقت آتا ہے کہ جس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے - یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیرا

امر واقعی تو یہ ہے جو اوپر بیان ہوا - مگر سرزمین چشت سے جہاں سماع [illegible] نشان قرب الٰہی بتایا جاتا ہے یہیں یہ آواز آئی ہے - کہ حضرت ابن عربی و دیگر صوفیائے کرام علی الخصوص حضرت مجدد الف ثانی کی تصدیق جو ہم کرتے ہیں تو محض اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب کی مجددیت کے لئے باب وا مانا جاسکے - تو گویا تم سب کو گواہ کر کے میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم ان کو فی الواقعہ بزرگ جان کر موئدان اسلام کہتے ہیں - مگر خدا کے فضل سے ہم اس بات کے محتاج نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کے اثبات کے لئے ان بزرگان دین کے اقوال سے مدد لیں بلکہ ان بزرگوں کی صداقت کا ثبوت حضور علیہ الصلوٰۃ کی تصدیق کا محتاج ہے - اس لئے یہ کہنا بے انصافی ہے کہ ہم اپنے مطلب کے لئے ان بزرگوں کو مانتے ہیں - ہمارا مطلب جب قرآن مجید سے حل ہے احادیث رسول سے واضح ہے تو شیخ اکبر کی تالیفات یا شیخ سرہند کے مکتوبات کی کیا احتیاج ہو سکتی ہے - ان کی سچائی پر تو حدیث مجدد کی صرف عمومیت پیش کی جا سکتی ہے - مگر ہمارے مسیحا کے لئے تو یہ اہتمام ہے کہ پہلے " وانا علی ذھاب بہ لقادرون " میں ایمان کے ثریا پر اٹھایا جانے کا سن ۱۲۷۴ ہجری بتایا پھر و آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں امام الآخرین کی بشارت دی - (۱۲۹۰ھ) اور یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر میں اس مجدد کے کام کی تاریخ تک بتادی (۱۸۹۷ء)

باوجود اس صراحت کے چشتیوں کے مرید صاحب مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی کے بعض فقرات نقل کر کے فرماتے ہیں - کہ جس شخص کے یہ جذبات و خیالات ہوں - کیا وہ نبی یا مجدد ہو سکتا ہے - میں کہتا ہوں آپ کی ایسی فطرت کے حضرات تو

(۱) حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ

(۲) ارحینا یا حمیراء سمجھ کر تم احادیث پڑھ کر بھی اک

معبود ہی چڑھاتے ہونگے۔ دراصل یہی اعتراض ہے جو رسول کریم کے متعلق تمہارے دل میں خلجان کر رہا تھا اور اب وہ حضرت مرزا صاحب کے بہانے سے ظاہر کیا آپنے جہاں سے عبارات نقل فرمائیں وہاں یہ بھی ساتھ ہی لکھا ہے۔

"ہمیں اس نشان کی درخواست کی ضرورت نہ تھی کہ سب ضرورتوں کو خدا نے پورا کر دیا تھا۔۔۔ پس یہ نشان جس کی درخواست کی گئی ہے محض بطور نشان ہے۔ تا خدا تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو اعجوبہ قدرت دکھلائے"

کشمیری بازار سے شبلی کرم میں ایک دوسرے کشمیری کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یعنی ابن غضنفر جو۔ جناب ابوالوفاء ہمارے قدیمی مہربان۔ آپ کو کسی نے پوچھا یا بلایا نہیں۔ مگر اشتیاق جنگ میں خواہ مخواہ درمیان میں کود رہے ہیں۔ مسئلہ وحدت وجود پر غیر سے آپ کو خود بھی ایمان نہیں۔ اور اسے عین ضلالت سمجھتے ہیں لیکن صوفیاء کے جذبات ابھارنے کے لئے حضرت اقدس کی ڈائری کا کچھ خلاصہ اپنے اخبار اہلحدیث میں چھاپ دیا ہے۔ جس میں حضور نے وحدۃ الوجودیوں پر اتمام حجت کیا ہے۔ اور اس سے استدلال فرماتے ہیں کہ مسئلہ وحدۃ وجود کو نہ مانتے ہوئے حضرت ابن عربی وغیرہ صوفیاء کیونکر با اخلاص ہو سکتا ہے۔

ہمارا سوال یہ ہے۔ کہ جناب مولوی صاحب مہربانی فرما کر پہلے یہ بتائیں کہ آیا آپ وحدۃ وجودیوں کو حق پر سمجھتے ہیں اور ان کی تشریح کے مطابق اس مسئلہ کو مانتے ہیں جب نہیں مانتے تو لامحالہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ شیخ اکبر وامثالہ کو حق سے برگشتہ سمجھیں۔ پھر آپ کس منہ سے صوفیاء کے ساتھ ہو کر حق سے لڑتے آئے ہیں۔ حالانکہ آپ بھی اس مسئلہ میں ہمارے مسیح موعود کے فیصلہ کو جزو ایمان سمجھتے ہیں

پہلے رسولوں کے وقت میں بھی ان کے اعداء اپنے سینہ میں کفر و نفاق کی کافی مقدار رکھتے تھے۔ مگر ایسی زمانہ کے عجائبات سے ہے۔ کہ بعض لوگ ایک عقیدہ کے خوف بھی نہیں۔ لیکن بعض مرسل ربانی کے عنادمیں ان لوگوں کے ساتھ ہو کر جنگ کرتے ہیں۔ جو اس کے قائل ہیں۔ ہمارے بعض مخالفین جہاں تک مجھے معلوم ہے کسی مسیح یا مہدی کے منتظر نہیں۔ اور ان احادیث کو وضعی سمجھتے ہیں جن پر اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کے ایمان کا دارومدار ہے۔ باوجود اس کے حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی تردید میں وہ سرگرمی دکھا رہے ہیں کہ گویا انہی کے موعود مہدی اور آسمان سے اترنے والے عیسیٰ کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب وحدت وجود کے مقر نہیں۔ لیکن اس وقت صوفیاء کے ساتھ شامل ہو کر ہم سے برسر جنگ ہیں۔ جن لوگوں کی نیک نیتی کا یہ حال ہو وہ جو کچھ بھی کریں کم ہے۔

"اکمل"

(جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب)

سگرٹ نوش کا نام

جناب ایڈیٹر صاحب ستارہ صبح - السلام علیکم

بسلسلہ اشاعت ستارہ صبح مورخہ ۲۔ نومبر ۱۹۲۱ء گذارش ہے کہ اس روز جناب ایم آئی صاحب بہادر جو کوچہ چابک سواراں میں رہتے ہیں اور محکمہ چیف انجینیر این لائن میں ملازم ہیں سگرٹ نوش فرما رہے تھے۔ اور ان کے بڑے بھائی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح جو لاہور کی قادیانی (پیغامی) جماعت کے رکن اعظم ہیں ان کے پاس کھڑے دیکھ رہے تھے

محمد الدین قمر (از ستارہ صبح)

الفضل - اگر یہ درست ہے تو الحمد للہ کہ ذوالفقار کے مصنوعی مسلم مشنری کی مانند یہ حضرت بھی انہی میں سے نکلے

مدیر ذوالفقار پر جرمانہ

اخبار ذوالفقار لاہور کے ایڈیٹر سید احمد شاہ صاحب شمسی اور اس کے پرنٹر ماسٹر آتما رام صاحب کو مبلغ دو سو روپیہ جرمانہ سٹی مجسٹریٹ لاہور کی عدالت سے اس جرم میں ہوا ہے کہ کاتب کے سہو سے اخبار کے دو گذشتہ پرچوں پر پرنٹر و پبلشر کا نام نہ لکھا گیا تھا

احمدیہ ہاسٹل ریڈنگ روم لاہور

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس زمانہ پر فتن میں جبکہ ظہر الفساد فی البر والبحر کا مطلع بنا ہوا ہے۔ اور نہ صرف ملکی اور مذہبی تعلقات فتنہ و فساد میں پڑے ہیں۔ بلکہ تمدنی اور معاشرتی ترقیات اور رسیات بھی اس دنیا سے مفقود ہو رہی ہیں) ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دیرینہ قانون کے مطابق ایک نبی کے زیر سایہ ڈالدیا جیسے انبیاء کی طرح حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری روحانی بیماریوں کا علاج فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے خلیفہ ہوکر ایسے وسائل۔ جن سے ہم اس زمانہ کے فتنہ و شر سے بچ سکیں) بھی اختیار کئے۔ بورڈنگوں کے بد اثرات اور برے اخلاق سے بچانے کے لئے اس ہوسٹل سسٹم کے ذریعہ سے لاہور میں احمدیہ ہاسٹل کا افتتاح ہوا جسے جاری ہوئے اب خدا کے فضل سے تیسرا سال ہے۔ اس خورد سال بچہ کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا لیکن نادر مہربان نے (حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی) اس کو ہر طرح سے سہولتیں دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور تمام ضروریات زندگی مہیا کرتے رہے۔ لیکن انسان کی زندگی کا سہارا صرف نان ہی نہیں ان کے لئے اخلاقی۔ مذہبی اور عقلی غذا کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے جسمانی خوراک کی غذا کا فضل اور احسان ہے کہ وہ غذا جس سے انسان مہذب شائستہ اور مسلم بن سکتا ہے اس خورد سال بچے نے شروع کر دی ہے۔ اور اس کے انتظام کے لئے ایک برادر شفیق کو پیدا کیا جو اس کے بدلے اللہ سے اجر کا خواہاں ہے۔ چنانچہ ماہ نومبر کے آغاز میں ہم نے احمدیہ ہاسٹل ریڈنگ روم لاہور کے نام سے یہاں دار المطالعہ جاری کر دیا ہے اور اس میں مندرجہ ذیل اخبارات اور میگزین آتے ہیں (۱) ٹریبیون لاہور (۲) سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور۔ (۳) ٹائمز آف انڈیا بتصویر بمبئی۔ (۴) ہفتگی اخبار لندن (۵) ونڈسر میگزین لندن (۶) سٹرینڈ میگزین لندن (۷) وطن اخبار لاہور (۸) الفضل قادیان (۹) ریویو آف ریلیجنز قادیان (۱۰) تشحیذ الاذہان قادیان (۱۱) اسلامیہ کالج میگزین۔ لاہور (۱۲) گورنمنٹ کالج میگزین لاہور (۱۳) مشن کالج میگزین لاہور اور دیگر رسائل بھی وقتاً فوقتاً دستیاب ہو جاتے ہیں۔ میں جناب خدا بخش صاحب احمدی کا نہایت ممنون ہوں کہ وہ ہمارے کاموں میں اور خاص کر ریڈنگ روم میں بہت دلچسپی لیتے ہیں اور ہر طرح سے مدد دینے کیلئے تیار رہتے ہیں۔

(قاضی محمد شفیق فاروقی۔ بی۔ اے (آنرز) مینجر احمدیہ ہاسٹل)

ہنگامۂ یورپ

فلسطین لندن ۱۰ نومبر۔ ایک مصری سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہماری گھوڑچڑھی فوج نے سرعت سے بڑھ کر ۴ سو مزید اسیران جنگ پکڑے اور دس توپیں چھینی ہیں۔ اب ہمارا خط دافعت جنوب مشرق کو جاتا ہے اور حمیمہ عرق المنشیا سے ۴ میل شمال کو گذرتا ہے موخرالذکر مقام وسطی ریلوے پر واقع ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ بالعموم ۱۔ ۴ میل وادی حی کے شمال میں ہے۔ ہم نے اسکالن پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہمارے ہوائی جہاز چھپا ہونے والی جماعتوں۔ اہم مرکزوں اور رسل و رسائل پر بم پھینک رہے ہیں۔ انہوں نے ایک دن میں ۳ سو بم گرائے۔ ۷۰ سے زائد توپیں چھینی گئیں۔ جن میں کئی ۵½ انچ کے دھانے کی توپیں ہیں۔ جنرل الینبی کے اندازہ کے بموجب غنیم کا نقصان جان ۱۰ ہزار ہے۔ اسیران جنگ ان کے علاوہ ہیں۔

اتحادیوں کی حالت لندن ۹۔ نومبر لارڈ میئر کی ضیافت میں جو آج شب کو گلڈ ہال میں منعقد ہوئی ۴ سو مہمان موجود تھے۔ لارڈ کرزن نے اتحادیوں کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے کہا کہ اتحادیوں کے مشترکہ جامع۔ متحد اور بے غرضانہ عمل کی ہم فتح اور عالمگیر امن و امان حاصل کر سکتے ہیں اتحادی اب ۲۷ سلطنتوں پر مشتمل ہیں۔ ۹۔ اور سلطنتوں نے غنیم سے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔

جدید مورچوں کی تنظیم لندن ۷۔ نومبر سر ڈگلس ہیگ کا آج شب کا اعلان مظہر ہے کہ ہم بغیر مزاحمت کے ان جدید مورچوں کی تنظیم میں مصروف ہیں یا چنڈیل اور قریب وجوار کی بلند زمین پر ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ یہ جگہ اہم ہے۔ مگر کوئی کارروائی غنیم کی جانب سے عمل میں نہیں آئی۔ کل ۴ سو قیدی گرفتار ہوئے تھے۔ جن ۲۱ افسر اس عظیم الشان کارروائی میں ہمارا نقصان نہایت ہی معمولی تھا۔

ہندوستان کی خبریں

محکمۂ تار و ڈاک کی سالانہ رپورٹ

سر ولیم میکسویل بہادر ڈائرکٹر جنرل محکمۂ تار و ڈاک نے اپنے محکمہ کی سالانہ رپورٹ گذشتہ سرکاری سال ۱۷-۱۹۱۶ء کی بابت شائع کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے سال کل ایک ارب ۸ کروڑ ۷۰ لاکھ اشیاء ہندوستان بھر میں ڈاک میں ڈالی گئیں اور ڈاک کی اغراض کے لئے ۳ کروڑ ۱۱ لاکھ روپے کے ٹکٹ فروخت ہوئے۔ ۴ کروڑ ۳۰ لاکھ سے زیادہ منی آرڈر تقسیم کئے گئے۔ جن کے ذریعہ سے ۶۳ کروڑ روپیہ بھیجا گیا۔ قیمت طلب پارسلوں اور پیکٹوں سے ۱۳½ کروڑ روپیہ ڈاکخانے وصول کر کے دہندگان کو پہنچایا۔ اور تقریباً ۲۰ لاکھ بیمہ شدہ پارسل ۱۸ کروڑ روپیہ سے زیادہ قیمت کے پہنچائے گئے۔ اور ½ ۱۶۰۷۳ پونڈ کونین پبلک کے ہاتھ فروخت کی۔ اختتام سال گذشتہ پر یعنی ۳۱ مارچ ۱۹۱۷ء کو ۱۹۱۴۷, ۱۲ حسابات ملک کے ڈاکخانوں میں کھلے ہوئے تھے۔ اور ان کی مجموعی بقایا ½ ۱۶ کروڑ روپے کی تھی۔ ولایتی ڈاک کے متعلق ۱۷-۱۹۱۶ء میں ۱۰۵ جہاز روانہ ہوئے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے کہ ان میں سے ۱۰۳ صحیح سلامت اپنی منزل مقصود پر پہنچے۔ ان میں ۵۱ جہاز ولایت سے ڈاک لے کر ہندوستان آئے اور ۵۲ ہندوستان سے ڈاک لے کر ولایت گئے۔ دوران سال میں مجموعی بیشی آمدنی کی بمقابلہ اخراجات ۷۶ لاکھ رہی۔ جو سال گذشتہ کی ۵۱ لاکھ بچت سے ڈیوڑھی اور نہایت قابل قدر ہے۔

الہ آباد ۱۰۔ نومبر۔ ۱۱ اکتوبر

جدید سلطان مصر کو سلطان فواد جدید

سلطان مصر مقرر کئے گئے ہیں۔ انہوں نے سوئٹزرلینڈ اور اٹلی میں تعلیم حاصل کی۔ وہ ٹیورن کے ملٹری اکیڈمی میں حربی تربیت حاصل کرتے رہے۔ عباس حلمی کے عہد حکومت میں مصر واپس آ گئے۔ طبیعیات۔ اور دوسرے علوم کے درس و فکر میں مصروف ہو گئے۔ کئی مرتبہ یورپ کی بھی سیر کر چکے ہیں۔ سیاسیات یورپ میں وہ شہرت شہیر رکھتے ہیں

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر [illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا